ممدوحِ اقبال پرنس سعید حلیم پاشا کی نظر میں مسلم تشخص

ڈاکٹر محمد عابد ندیم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ عربی وعلوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، لاہور

Abstract

Ups and downs are an integral part of national life. Nations have to face the challenges at various times of history. During crisis, the national thought becomes split into various dimensions. Such in the case of Ottoman Empire. At the end of nineteenth and beginning of 20th century, Ottomans were in crisis. At last, Mustafa Kamal Pasha declared it to be western republic. He tried to reform every walk of life on western pattern. During Ottoman crisis, Prince Said Halim Pasha presented his thought that the Muslims should remain adhered to the Islamic teachings. Western scientific knowledge and technological progress may be adopted in the Muslim World but not the social norms. He opined that the solution of the crisis of Muslim World is in unity and the Islamic teachings.

سلطنت عثمانیہ یا خلافت عثمانیہ کی اصطلاح اس عظیم مسلم سلطنت کے لیے بولی جاتی ہے جو کہ ۱۲۹۹ء سے لے کر ۱۹۲۲ء تک قائم رہی اور جس کے حکمران ترک تھے۔ ان حکمرانوں میں کچھ نام ایسے بھی ہیں کہ جن کی کاوشوں کی وجہ سے یہ سلطنت تین براعظموں تک پھیل گئی۔ خلافت عثمانیہ کے آخری دور میں جب کہ اس عظیم سلطنت کو ''مریضِ نیم جاں'' کہا جانے لگا، ایک ایسی ہستی منظر عام پر آئی جس نے مسلمانوں کی سوچ کے دھارے کو ایک نیا رخ دیا۔ یہ شخصیت ''سعید حلیم پاشا'' کے نام سے مشہور ہے۔ سعید حلیم پاشا کا تعلق مصر کے شاہی خاندان سے تھا۔ اپنے سیاسی سفر میں سعید حلیم پاشا بہت سے اہم مناصب پر فائز رہا جن میں سے سب سے قابل ذکر سلطنت عثمانیہ کے امور خارجہ کی وزارت اور پھر اس کے بعد وزارت عظمیٰ کے منصب پر انکی تقرری ہے۔ سعید حلیم پاشا نے اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانوں کو یہ باور کروایا کہ مغربی نظام مسلمانوں کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا بلکہ مسلمانوں کی کامیابی اسلامی نظام میں ہی مضمر ہے۔ شاعر مشرق سر علامہ محمد اقبال بھی انکے مدح سراؤں میں سے ہیں اور اقبال نے اپنے کلام میں ان کو خاص طور پر جگہ دی ہے۔

ابتدائی زندگی:

سعید حلیم پاشا ۲۸ جنوری ۱۸۶۵ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے[۱]۔ ان کے والد کا نام پرنس حلیم پاشا تھا جو کہ محمد علی کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ محمد علی کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک کامیاب ترک کمانڈر اور مصر کا وائسرائے تھا۔ اسے جدید مصر کا بانی بھی تصور کیا جاتا ہے۔ ۱۸۶۹ء میں سعید حلیم پاشا کے والد پرنس حلیم پاشا کو مصر سے نکال دیا گیا اور وجہ یہ تھی کہ ان کے والد اور اس وقت کے مصر کے گورنر اسماعیل پاشا کے درمیان تخت نشینی کے حوالے سے جھگڑا ہو جاتا ہے۔[۲] مصر چھوڑنے کے بعد پرنس حلیم پاشا اور ان کا خاندان استنبول آ گئے۔ استنبول میں پرنس حلیم پاشا نے سمندر کنارے ایک بڑی حویلی خریدی اور یہیں رہائش اختیار کی۔ پاشا نے اسی حویلی میں پرورش پائی اور مختلف علوم سیکھے جن میں عربی، فارسی، فرانسیسی اور انگریزی زبان بھی شامل ہے۔ ۱۸۸۰ء میں جب پاشا پندرہ سال کا ہوا تو اسے اور اس کے بھائی عباس حلیم پاشا کو اعلیٰ تعلیم کے لیے جنیوا، سوئٹزر لینڈ بھیج دیا گیا۔ سعید حلیم پاشا نے وہاں پانچ سال گزارے۔ وہاں پر ان کا خاص مضمون ''پولیٹکل سائنس'' تھا۔[۳]

عثمانی حکومت میں شمولیت:

۱۸۸۵ء میں پاشا اپنے بھائی سمیت استنبول واپس آیا تو اس کے والد پرنس حلیم نے ان دونوں کو سلطان عبدالحمید کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے پاشا کو "Mecidi Order" سے نوازا۔[۴] ۱۸۸۸ء میں سعید حلیم کو پاشا کا لقب دے دیا گیا۔[۵] سلطان عبدالحمید کی طرف سے سعید حلیم پاشا کو اور بھی بہت سے اعزازات سے نوازا گیا جن میں سے سب سے بڑا اعزاز یہ تھا کہ ۱۹۰۰ء میں اسے سلطنت کے یورپی صوبوں کا گورنر جنرل بنا دیا گیا۔[۶]

ترکی کا بحران:

۱۸۹۴ء میں ان کے والد پرنس حلیم پاشا کا انتقال ہو گیا، اسی سال سعید حلیم پاشا نے شادی کی جس سے ان کے دو بچے پرنس محمد سلیم اور پرنس ابراہیم سلیم ہوئے۔ یہی وہ وقت تھا جب سلطان عبدالحمید کی مخالفت میں بہت حد تک اضافہ ہو گیا۔ بہت ساری تنظیمیں سلطان کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں جو کہ نہ صرف سلطنت بلکہ پیرس، جنیوا، برسلز و قاہرہ تک موجود تھیں۔ ان میں سے سب سے اہم تنظیم کا نام "The Society for Ottoman Unity" تھا۔ اس تنظیم کے ارکان یورپ میں "Young Turks" کے نام سے جانے جاتے تھے۔ سلطان عبد الحمید نے اس تنظیم کو ختم کرنے کی بہت کوشش کی مگر یہ تنظیم پھیلتی ہی گئی۔ ۱۸۹۹ء۔۱۸۹۷ء کے عرصے میں اس تنظیم کی مقبولیت میں کمی آ گئی کیونکہ یورپ میں اس تنظیم کے قائد محمد مراد نے سلطان عبدالحمید کے ساتھ اتحاد کر لیا تھا۔ ان حالات کے باوجود تنظیم کے باقی لوگوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں یہاں تک کہ ۱۸۹۹ء کے آخر تک حالات اس تنظیم کے لیے سازگار ہو گئے۔

اس تمام عرصہ میں سعید حلیم پاشا کا دل ان معاملات سے اچاٹ ہوگیا یہاں تک کہ اس نے اسٹیٹ کونسل کی اپنی ذمہ داری کو بھی نظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ سعید حلیم نے اپنے آپ کو اپنی حویلی تک محدود کرلیا اور اپنا زیادہ تر وقت اور محنت اسلامی تاریخ اور ان اسباب کی تلاش میں صرف کرنا شروع کر دیا جن کی وجہ سے مسلمان معاشرہ زوال کا شکار ہو رہا تھا۔ سعید حلیم کی ان مصروفیات کو بھی منفی انداز سے لیا گیا اور سلطان کو یہ شک ہوا کہ پاشا حکومت مخالف سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ چنانچہ خفیہ ایجنسیوں کی شکایت پر سعید حلیم کے گھر کی تلاشی لی گئی اور پھر بعد میں اسے ملک چھوڑ جانے اور دوبارہ واپس نہ آنے کا حکم دیا گیا۔ ۷

سعید حلیم پاشا اور CUP:

سعید حلیم پاشا سب سے پہلے ۱۹۰۵ء میں پیرس گیا اور یہاں سی۔ یو۔ پی "Committee of Union and Progress" میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد سعید حلیم مصر چلا گیا اور وہیں مستقل رہائش اختیار کی۔ مصر میں ہی سعید حلیم پاشا نے "Young Turks" نامی تنظیم کے ساتھ روابط بڑھائے اور ان کی مالی امداد بھی کی۔ اسی زمانے میں سعید حلیم "CUP" کا انسپکٹر بن گیا۔ ۸ یہی وہ دور تھا جب یورپ میں یہ تنظیم تنازعات کا شکار ہو گئی اور وجہ یہ تھی کہ پرنس صباح الدین اور احمد رضا میں اس تنظیم کی قیادت بارے اختلاف ہوگیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تنظیم دو حصوں میں بٹ گئی۔ ۱۹۰۷ء میں تنظیم کے دوسرے اجلاس میں اس مسئلے کو حل کر لیا گیا اور ایک بار پھر یہ تنظیم سلطان عبدالحمید کے خلاف برسرِ پیکار ہوگئی۔ اس تمام عرصہ میں سعید حلیم پاشا "CUP" کے انسپکٹر کی حیثیت سے مصر میں ہی رہا اور اس نے یہاں مصر اور یورپ میں تنظیم کی مالی امداد جاری رکھی۔

حلیم پاشا اور حکومتی ذمہ داریاں:

۱۹۰۸ء میں "Young Turks" کی مسلسل کوششوں کی وجہ سے آئین بحال ہوگیا۔ آئین کی بحالی کے بعد سعید حلیم پاشا اور دوسرے جلا وطن کیے گئے لوگ واپس استنبول آ گئے۔ ۱۹۰۸ء میں ہی سعید پاشا "Yenikoy" کا میئر منتخب ہوگیا۔ ۹ سیاسی صورت حال بدلتی رہی یہاں تک کہ ۱۹۱۲ء میں سلطان نے پارلیمنٹ کو تحلیل کر دیا اور دوبارہ انتخابات منعقد کروائے۔ سینٹ میں سعید حلیم پاشا کی خدمات کی وجہ سے اسے "Council of the State" کی صدارت سونپ دی گئی اور اس طرح پاشا ۲۲ جنوری ۱۹۱۲ء کو کیبنٹ کا ممبر بن گیا۔ ۱۰

۱۱ جون ۱۹۱۳ء میں گرینڈ وزیر "Mahmut Sevket Pasha" کے قتل کے بعد سعید حلیم کو ڈپٹی وزیر اور پھر اس سے اگلے ہی دن اسے گرینڈ وزیر کا منصب مل گیا۔ ۱۱

ترکی اور جنگ عظیم اوّل:

سعید حلیم ۱۹۱۳ء سے لے کر ۱۹۱۷ء تک وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہا۔ اس وزارت کے دوران جو

واقعات رونما ہوئے ان میں سے سب سے اہم جنگ عظیم اول ہے۔اس جنگ میں ترکی نے جرمنی کے ساتھ اتحاد قائم کیا تھا۔جنگ میں شکست کے بعد سعید حلیم نے استعفیٰ دینا چاہا مگر اس کو اس منصب پر قائم رکھا گیا یہاں تک کہ ۳ فروری ۱۹۱۷ء میں سعید حلیم اس عہدے سے ہٹ گیا۔استعفیٰ کے بعد سعید حلیم ''Yenikoy'' واپس آ گیا اور اپنا زیادہ تر وقت مسلم دنیا کو درپیش مسائل اور ان کے حل کی تلاش میں صرف کرنے لگا۔اس سلسلے میں سعید حلیم کی تصنیفات بھی ملتی ہیں۔

۱۹۱۸ء میں سینٹ کے ساتویں اجلاس میں ''محمد پاشا'' نے یہ تجویز دی کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اس بات کی تحقیق کرے کہ سلطنت عثمانیہ جنگ عظیم اول میں کیوں ملوث ہوئی؟ اور یہ کہ جرمنی کے ساتھ دفاعی معاہدہ کیوں کیا گیا؟ اس بات کا مقصد یہ تھا کہ وہ ارباب اختیار جو کہ اس کے ذمہ دار ہیں، ان کو سزا سنائی جا سکے۔چنانچہ اسی اجلاس میں آٹھ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی جنہوں نے تحقیقات شروع کر دیں۔سعید حلیم پاشا کیونکہ اس وقت وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز تھے لہٰذا زیادہ تر الزامات انہی پر عائد ہوئے۔سعید حلیم نے اپنا بھرپور دفاع کیا اور اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ وہ سلطنت عثمانیہ کے جنگ میں شریک ہونے کا سبب بنا۔[۱۲]

یکم فروری ۱۹۱۹ء میں حکومت کو ۲۳ لوگوں کی ایک فہرست مہیا کی گئی جن پر برطانوی جنگی قیدیوں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔اس سے اگلے ہی دن حکومت نے ۲۳ آدمیوں کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ جنگی جرائم میں ملوث تھے، سعید حلیم پاشا کا نام بھی ان میں شامل تھا۔

وفات:

۲۲ مئی ۱۹۱۹ء کو سعید پاشا کو ملک بدر کر کے ''مالٹا'' بھیج دیا گیا۔پاشا ۱۹۱۲ء تک وہاں جنگی مجرم کے طور پر رہا۔[۱۳] ۱۹۱۲ء میں وہاں سے رہائی کے بعد پاشا اٹلی چلا گیا اور وجہ یہ تھی کہ پاشا کے بار بار درخواست دینے کے باوجود اسے حکومت عثمانیہ اور برطانوی حکومت کی طرف سے استنبول واپسی کی اجازت نہ دی گئی۔سعید پاشا کے مصر میں داخلے پر بھی پابندی عائد کر دی گئی کیونکہ یہ علاقہ بھی برطانوی راج کا حصہ تھا۔اٹلی میں سعید پاشا نے روم میں رہائش اختیار کر لی جہاں ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء کو ایک آرمینی باشندے نے اسے قتل کر دیا۔[۱۴] سعید حلیم کی باقیات کو استنبول واپس لایا گیا اور اسے اس کے والد کے مقبرے کے ساتھ ہی دفنا دیا گیا۔

سعید حلیم پاشا کے فکری رجحانات:

محولہ بالا اقتباسات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اس عہد میں ترکی کس بحرانی کیفیت سے گزر رہا تھا۔اس بحران سے نکلنے کیلئے فکری سطح پر یقینی طور پر کوششیں جاری تھیں جن میں سے ایک فکر کی نمائندگی سعید حلیم پاشا کرتے ہیں۔حلیم پاشا کے قلم سے جو فکری اثاثہ نکلا ہے وہ انکی فکر کا ترجمان ہے۔

سعید حلیم پاشا بنیادی طور پر اسلام پسند نظریہ رکھتا تھا اور اس بات کا اظہار ان کی تحریروں سے بھی ہوتا ہے

جو کہ مطبوعہ صورت میں آج موجود ہیں۔ سعید حلیم پاشا کے مضمون میں سے ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

We believe that Islam'smoral, social, and political norms are perfectly in harmony with human nature and are consonant with it, and able to give order to life until the Day of Judgement and to the destiny of Adam'sSons. Because of this belief,we cannot accept that the development of Muslims can occur outside the principles of Islam. Our belief is as sound as the laws of mechanics. ۱۵

سعید حلیم پاشا کے نظریات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس طرح مغربی اقوام کے لیے(All Roads Lead to Rome) کا محاورہ ہے اسی طرح مسلمانوں کے لیے (All Roads Lead to Mecca) ہے۔اس بات کی مزید وضاحت سعید حلیم نے اپنے ایک مضمون میں اس طرح کی ہے کہ

انسانیت کے ارتقاء کے مختلف اہداف کو پورا کرنے کے لیے، مشرق و مغرب دونوں کو اپنے اپنے راستے، سمتیں اور منزلیں خود منتخب کرنی چاہیں۔ ہر معاشرہ ایک خاص ماحول میں پروان چڑھتا ہے لہٰذا یہ بہت بڑی غلطی ہو گی اگر ایک معاشرے کی اصلاح کے لیے کسی دوسرے معاشرے سے اقدار مستعار لی جائیں۔ ۱۶

سعید حلیم پاشا آفاقی اسلام کا قائل تھا۔ سعید حلیم پاشا کے اس نظریے کو علامہ اقبال نے اس طرح بیان کیا ہے:

ترکی کے وزیر اعظم کے بقول چونکہ انگریزی ریاضیات، جرمن فلکیات اور فرانسیسی کیمیا کا کوئی تصور نہیں لہٰذا ترک، عرب، عجمی یا ہندی اسلام بھی نہیں ہوسکتا۔ جس طرح سائنسی حقائق کا عالمگیر کردار مختلف النوع سائنسی حقائق اور قومی ثقافتیں پیدا کرتا ہے جو اپنی کلّیت میں نوع انسانی کے علم کی نمائندہ ہیں بالکل اسی طرح اسلام بھی اپنے عالمگیر کردار میں مختلف النوع قومی، اخلاقی اور سماجی نصب العین معرض وجود میں لاتا ہے۔ ۱۷

سعید حلیم پاشا کی اسلام پسند تحریک مغرب کی جدیدیت کے ردعمل کے طور پر سامنے آئی تھی مگر اس میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جدیدیت کے ردعمل میں ہونے کے باوجود یہ تحریک جدیدیت کے اصولوں پر ہی استوار تھی۔ اس کی وضاحت یہ کہ اس تحریک کا مقصد یہ تھا کہ ایسا نظام قائم کیا جائے جو اسلامی نظریات کے ساتھ ساتھ جدید تعلیمی نظام سے بھی آراستہ ہو۔

مسلم مفکرین مسلمانوں کے اجتماعی وجود پر مغربی فکر کے منفی اثرات پر بہت زیادہ متفکر اور اس کے ازالے کے لیے کوشاں ہیں۔ لیکن وہ اپنی فکر کو ایک خاص مذہبی لہجے میں پیش کرتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے عموماً وہ سخت رویہ بھی اختیار کر لیتے ہیں۔ جبکہ سعید حلیم پاشا کی شخصیت اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ انہوں نے یہ سب کچھ اس وقت کی مروجہ فکر کے انداز میں پیش کیا۔

GuidaMichelangelo اپنے مقالے میں اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

Despite the fact that the Pasha was a determined Islâmc? (Islamist), who believed in the primary role of Islam for providing a solution to social and political issues in the Muslim world, Said Halim Pasha used a very 'secular'discourse. Indeed, as with all the Islamist authors who were his contemporaries, we rarely encounter references to Islamic resources or the thoughtsof the main Muslim authorities in his writings.[۱۸]

کسی بھی شخصیت کے رجحانات اور سوچ وفکر کے زاویے کا بہتر اندازہ اس کی تحریروں یا تصنیفات سے لگایا جا سکتا ہے۔ سعید حلیم پاشا کے بارے میں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ جب وہ سیاست سے کنارہ کش ہوا تو اس نے اپنے آپ کو تحریری کاموں میں مشغول کر لیا تھا۔ سعید حلیم پاشا کے آٹھ مضامین کو جو کہ انہوں نے ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۱ء کے عرصے میں تحریر کیے، اکٹھا کر کے کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

M. Ertugral Duzdag Duzdag نے سعید حلیم پاشا کے مضامین کو Bushanlarining Veson Eserleri کے نام سے، ترکی زبان میں کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔

N. Ahmet Ozalp نے بھی سعید حلیم پاشا کے مضامین کو "Said Halim Pasa Butun" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں مؤلف نے جدید ترکی زبان کا استعمال کیا ہے۔

سعید حلیم پاشا کے آٹھ مضامین اور ان کا مختصر تعارف سید تنویر واسطی نے اپنے مقالے میں پیش کیا ہے۔ یہاں صرف ان مضامین کے نام پیش کیے جا رہے ہیں۔[۱۹]

1 Mukallidliklerimiz (Our Imitations)

2 Mesrutiyet (Constitutional Rule)

3 Buhran-Ictimaimiz (Our Social Crisis)

4 Buhran-Fikrimiz (Our Intellectual Crisis)

5 Ta'assup (Fanaticism)

6 Inhitat-Islam Hakkinda bir Tecrube-i Kalemiyye (An Essay on the Regression of Islam)

7 Islamlamak (To Islamise)

8 Islam'da Teskilat- Siyasiyye (Political Organization in Islam)

اقبال در مدحِ حلیم پاشا:

علامہ اقبال کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ایک عظیم فلسفی، مفکر اور دانشور تھے۔ آپ نے اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں کو انکے اس دور کی یاد دلائی جب چہار دانگ عالم میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ اقبال نہ صرف یہ کہ ترک سالار سعید حلیم پاشا کے عقیدت مند تھے بلکہ وہ عظیم عثمانی سلطنت کے گڑھ ''ترکی'' کے ساتھ بھی گہری وابستگی رکھتے تھے، جس کا اظہار جا بجا انکی تحریروں میں بھی ملتا ہے۔ سعید حلیم پاشا، ترکی اور سلطنت عثمانیہ کے ساتھ اقبال کی وابستگی کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

ترکی خلافت اسلامیہ کا نقطۂ ماسکہ ہونے کی وجہ سے خلافت عثمانیہ کے خاتمے تک مسلمان راہنماؤں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ ایسے میں علامہ اقبال جو کہ امت مسلمہ کے درد کو اپنا درد سمجھتے تھے، کیونکر ملت ترکی سے بے پرواہ رہ سکتے تھے؟ جب خلافت کا خاتمہ ہوا تو علامہ اقبال نے اپنے دکھ کا اظہار اسطرح کیا کہ

چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا　　سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ[۲۰]

علامہ اقبال کی مشہور زمانہ کتاب ''اسلامی مذہبی فکر کی تشکیل جدید'' کے مطالعے سے اقبال کے فکری رجحانات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کسی بھی رجحان کے جڑ پکڑنے میں کچھ محرکات ہوتے ہیں یا کچھ ایسے اسباب ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر کوئی فکر زور پکڑتی ہے۔ علامہ اقبال کے فکری رجحانات کا موازنہ اگر سعید حلیم پاشا کی فکر و سوچ کے ساتھ کیا جائے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں ایک ہی آئینے کے دو رخ ہیں۔ اس بات کی مزید وضاحت کے لیے ریاض احمد کے مقالے جو کہ ''اقبالیات'' (جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء) میں چھپا ہے، کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ مقالے کے آخر میں بطور خلاصہ ان کا جو تجزیہ ہے وہ درج ذیل ہے:

ناظرین، اقبال اور پاشائے مرحوم کے افکار کا ائتلاف و اتحاد ملاحظہ فرما سکتے ہیں: دونوں دین اسلام کی اکملیت اور برتری پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ وہ نہ مغربی تہذیب کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب تھے نہ ہی اسلام کو ''اعتذرانہ'' رنگمیں پیش کرنا چاہتے تھے۔ دونوں مغربی علوم وفنون سے استفادہ کرنے کے سخت حامی، مگر ہر معاملہ میں یورپ کی نقالی کے سخت مخالف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ افراد ''دین'' میں اجتہادی نظر پیدا کرنے کی کوشش کریں اور دینی پیشواؤں کے کاموں کو تماشائی بن کر نہ دیکھتے رہیں۔ دونوں اسلام کو ایک انتہائی ترقی پذیر دین جانتے اور اسلامی نظام کے قائم و نافذ ہونے کے دل سے آرزومند تھے۔ دونوں نے نام نہاد مذہبی پیشواؤں یا ''ملاؤں'' پر تنقید کی اور انہیں زوال امت مسلمہ کا ایک بڑا سبب بتایا ہے تاہم وہ اہل علمائے دین کے احترام کے بے حد قائل ہیں۔[۲۱]

علامہ اقبال کے لیے ترکی کی اہمیت اس لیے بھی دوچند تھی کہ اقبال کے روحانی پیشوا، پیر رومی اسی سرزمین میں ہوئے ہیں۔ اقبال اور مولانا جلال الدین رومی کے درمیان بڑا گہرا روحانی تعلق تھا۔ علامہ اقبال نے خود کو مرید ہندی اور مولانا رومی کو پیر رومی، پیر یزدانی، پیر عجم اور پیر حقیقت سرشت کے القابات سے ذکر کیا ہے۔ لہٰذا علامہ کی

اپنے روحانی پیر و مرشد کے آستانے سے لگاؤ ایک فطری بات تھی۔ علامہ اقبال کی مولانا رومی کے ساتھ عقیدت کا اندازہ اس شعر سے لگایا جاسکتا ہے:

راز معنٰی مرشد رومی کشود　　　فکر من بر آستانش در سجود[۲۲]

علامہ اقبال نے ترک راہنما سعید حلیم پاشا کی جو مدح سرائی کی ہے، اس کا اکثر و بیشتر حصہ علامہ کی شہرہ آفاق تصنیف "The Reconstruction of Religious Thought in Islam" اور ''جاوید نامہ'' میں موجود ہے۔ ذیل میں وہ اقتباسات درج ہیں جن میں علامہ نے ترک سالار کو سراہا ہے۔

اس کتاب کے چھٹے خطبے میں جو کہ "The Principle of Movement in the Structure of Islam" کے نام سے ہے، اقبال نے ان وجوہات کو ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے اسلامی قانون جمود کا شکار ہوا۔ وجوہات کو ذکر کرنے کے بعد اقبال نے ان شخصیات کو گنوایا ہے جنھوں نے اس جمود کو توڑا اور قانون اسلامی کو ایک نئی جہت دی۔ ان شخصیات کو ذکر کرنے کے بعد جب اقبال ترکوں کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں خصوصاً ''سعید حلیم پاشا'' اور ان کی کاوشوں کو سراہتے ہیں۔ چنانچہ ترکی کی مذہبی و سیاسی فکر کے ارتقاء کا تصور دینے کے بعد سعید حلیم پاشا کی فکری سوچ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

The Religious Reform Party, on the other hand, led by Said Halim Pasha, insisted on the fundamental fact that Islam is a harmony of idealism and positivism; and, as a unity of the eternal verities of freedom, equality, and solidarity, has no fatherland. 'As there is no English Mathematics, German Astronomy or French Chemistry, says the Grand Vizier, 'so there is no Turkish, Arabian, Persian or Indian Islam.[۲۳]

اس کے بعد علامہ اقبال سعید حلیم پاشا کے فکری نظریات کی مزید وضاحت کرنے کے بعد ان کی مدح سرائی میں رقمطراز ہیں:

Such are the views of the Grand Vizier of Turkey. You will see that following a line of thought more in tune with the spirit of Islam, he reaches practically the same conclusion as the Nationalist Party, that is to say, the freedom of Ijtihad with a view to rebuild the laws of Shari`ah in the light of modern thought and experience.[۲۴]

جاوید نامہ میں (جو کہ اقبال کا افلاک کا خیالی سفر نامہ ہے) جب اقبال اپنے راہبر، مولانا رومی کی معیت میں ''فلک عطارد'' پر پہنچتے ہیں تو وہاں سید جمال الدین افغانی اور سعید حلیم پاشا کی ارواح کی زیارت کرتے

ہیں۔ جمال الدین افغانی کی امامت میں جب نماز ادا کر لی جاتی ہے تو علامہ اقبال ان دونوں شخصیات سے اسلامی و عالمی امور کے اہم مسائل پر گفتگو کرتے ہیں۔ ذیل میں صرف وہ اشعار درج ہیں جن میں اقبال نے سعید حلیم پاشا کی تعریف کی ہے۔ گفتگو کی ابتداء میں اقبال بزبانِ رومی ان دونوں شخصیات کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

گفت ''مشرق زیں دو کس بہتر نزاد　　ناخن شاں عقدہ ہائے ما کشاد[۲۵]

یعنی سرزمین مشرق (اسلامی ممالک) نے اس دور میں ان دو ہستیوں سے زیادہ بہتر کوئی ہستی پیدا نہیں کی۔ ان دونوں شخصیات (افغانی، سعید حلیم) کے ناخنوں نے ہماری گتھیاں سلجھائی ہیں یعنی ان کے کارناموں اور کاوشوں نے ہماری مشکلات حل کی ہیں۔ اس کے بعد اقبال خصوصی طور پر سعید حلیم پاشا اور انکی فکر کی تعریف کرتے ہیں:

ترک سالار آں حلیم دردمند　　فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند[۲۶]

مذکورہ بالا شعر خاص طور پر قابل غور ہے کیونکہ ''جاوید نامہ'' میں علامہ اقبال نے سعید حلیم پاشا کی مدح سرائی کا جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ پہلے اعجاز و اختصار سے کام لیا مثلاً اسی شعر میں فرمایا:

فکرِ او مثلِ مقامِ او بلند (ان کی فکر بھی ان کے مقام و مرتبہ کی طرح بلند ہے)

اس کے بعد علامہ اقبال نے قدرے تفصیل کے ساتھ سعید حلیم پاشا کی تعریف (جو کہ ان کی فکر کو بیان کرنے کی صورت میں ہے) میں اشعار کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔

سعید حلیم پاشا کے اقوال بزبانِ اقبال سب سے پہلے ''شرق و غرب'' نامی نظم میں بیان ہوئے ہیں۔ اس کے بعد علامہ اقبال جب جمال الدین افغانی کے اقوال ''محکمات عالم قرآنی'' کے عنوان سے بیان کرتے ہیں اور دوران گفتگو ''تاتاریوں اور کردوں'' کا ذکر آتا ہے اور اقبال سوال کرتے ہیں کہ

رفت سوز سینہ تاتار و کرد　　یا مسلماں مرد یا قرآں بمرد![۲۷]

تو اس سوال کا جواب بھی سعید حلیم پاشا نے ہی دیا ہے۔ سعید حلیم پاشا جواب میں نام نہاد مذہبی ملاؤں پر تنقید کرتے ہیں اور انہیں زوال امت کا ایک بڑا سبب گردانتے ہیں۔ اشعار ملاحظہ ہوں:

دین حق از کافری رسوا تر است　　زانکہ ملا مؤمن کافر گر است

شبنم ما در نگاہ ما یم است　　از نگاہ او یم ما شبنم است

از شگرفیہای آن قرآن فروش　　دیدہ ام روح الامین را در خروش[۲۸]

سلطنت عثمانیہ میں سعید حلیم پاشا کے بعد جس شخصیت کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی وہ ''مصطفیٰ کمال اتاترک'' ہے۔ مصطفیٰ کمال اتاترک (جو جدید ترکی کا بانی ہے) نے ترکی کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے یورپ کی تقلید کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ترکی اپنے قدیم تہذیبی ورثے سے محروم ہو گیا۔ علامہ اقبال نے ان دونوں شخصیات (سعید حلیم پاشا، مصطفیٰ کمال) میں سے سعید حلیم پاشا کی فکر کو سراہا ہے اور اسے اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے۔ اس کے برعکس مصطفیٰ کمال کی فکر کو غلط قرار دیتے ہوئے اس کی مذمت بھی کی ہے۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ

مصطفیٰ کمال کی مذمت اصل میں سعید حلیم پاشا کی مدحت ہی ہے۔سب سے پہلے اقبال مصطفیٰ کمال کی یورپ کی پیروی کرنے کی مذمت کرتے ہیں کہ

ترک را آہنگ نو در چنگ نیست　　تازہ اش جز کہنہ افرنگ نیست
سینہ او را دمے دیگر نبود　　در ضمیرش عالمے دیگر نبود
لاجرم با عالم موجود ساخت　　مثل موم از سوز ایں عالم گداخت ۲۹

اس کے بعد علامہ اقبال سعید حلیم کی اس فکر کو سراہتے ہوئے کہ مسلمانوں کے لیے قرآنی تعلیمات کی پیروی ہی کافی ہے، اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں کہ

چوں مسلماں اگر داری جگر　　در ضمیر خویش و در قرآں نگر
صد جہاں تازہ در آیات اوست　　عصر ہا پوشیدہ در آیات اوست
یک جہانش عصر حاضر را بس است　　گیر اگر در سینہ دل معنی رس است ۳۰

فلک عطارد پر سعید حلیم پاشا کی گفتگو کا دوسرا حصہ ان اسباب پر مشتمل ہے جو ملت اسلامیہ کے زوال کا سبب بنے۔ان اسباب کو گنوانے کے بعد علامہ اقبال فکرِ سعید کی روشنی میں ان مسائل کا حل بتاتے ہیں کہ

مرد حق از کس نگیرد رنگ و بو　　مرد حق از حق پذیرد رنگ و بود
ہر زماں اندر تنش جانے دگر　　ہر زماں او را چو حق شانے دگر
راز ہا مرد با مرد مومن باز گوے　　شرح رمز کل یوم باز گوے
جز حرم منزل ندارد کارواں　　غیر حق در دل ندارد کارواں ۳۱

حاصل کلام:

سعید حلیم پاشا زوال پذیر ترکی کے ایک انقلابی راہنما ہیں۔وہ مغرب کی علمی ترقی کے معترف لیکن انکی سماجی اقدار کے نقاد ہیں۔وہ اسلامی دنیا کے مسائل کے حل کیلئے مغرب کی علمی، سائنسی اور تکنیکی ترقی کو اپنانے کے داعی ہیں، لیکن سماجی زوال کا حل قرآن وسنت میں ڈھونڈنے کی تلقین کرتے ہیں۔اقبال اور سعید حلیم پاشا کے افکار میں یک گونہ مماثلت پائی جاتی ہے اور اقبال اپنے پیش رو کی فکر کے بہت بڑے مداح ہیں۔اسی فکری مماثلت کے نمونے اقبال کی انگریزی نگارشات، اردو اور فارسی شاعری میں جا بجا دیکھے جاسکتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ Ahmet Seyhun, Said Halim Pasha : An Ottoman Statesman and an Islamist Thinker, McGill University, 2000, p.73

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً، ص۵۷

۴۔ مجیدی آرڈر سلطنت عثمانیہ کے ایک فوجی و سول اعزاز کا نام ہے جو کہ سلطان عبد المجید کی طرف سے ۱۵۸۱ء میں جاری کیا گیا۔ یہ اعزاز سب سے پہلے پانچ درجات میں برٹش آرمی، رائل نیوی اور فرنچ آرمی کے ان ارکان کو دیا گیا تھا جنھوں نے سلطنت عثمانیہ کی روس کے خلاف جنگ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

۵۔ پاشا: سلطنت عثمانیہ میں سیاسی اور فوجی نظام میں ایک اعلیٰ عہدہ تھا جو عام طور پر گورنروں، جرنیلوں اور اعلیٰ شخصیات و دیگر اہم افراد کو دیا جاتا تھا۔

۶۔ ایضاً

۷۔ Ahmet Seyhun, Islamist Thinkers in the Late Ottoman Empire and Early Turkish Republic, Brill Academic Pub, Leiden, 2014 p.148

۸۔ ایضاً

۹۔ Michelangelo Guida, The Life and Political Ideas of Grand Vezir Said Halim Pasha, Islâm Arastirmalari Dergisi, Sayi 18, 2007, p.105

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ Ahmet Seyhun, Islamist Thinkers in the Late Ottoman Empire and EarlyTurkish Republic, p.149

۱۲۔ Ahmet Seyhun, Said Halim Pasha :An Ottoman States man and an Islamist Thinker, p.192

۱۳۔ Michelangelo Guida, The Life and Political Ideas of Grand Vezir Said Halim Pasha, p.107

۱۴۔ ایضاً، ص۱۰۸

۱۵۔ Said Halim Pasha, Buhranlarumiz ve Son Eserleri, Edited by M. Ertugrul Düzdag, Istanbul, 2003, p.179

۱۶۔ Ahmet Seyhun, Said Halim Pasha :An Ottoman Statesman and an Islamist Thinker, p.212

۱۷۔ اقبال، علامہ، ڈاکٹر، تجدید فکریات اسلام، مترجم، ڈاکٹر وحید عشرت، اقبال اکادمی، پاکستان، ص ۱۵۸

۱۸۔ Michelangelo Guida, The Life and Political Ideas of Grand Vezir Said Halim Pasha, p.102

۱۹۔ Wasti, Syed Tanvir. "Said Halim Pasha: Philosopher Prince." Middle Eastern Studies 44.1, 2008: PP85-104.Web.

۲۰۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو)، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۰۹

۲۱۔ محمد ریاض، اقبال اور سعید حلیم پاشا، اقبالیات (اردو)، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء، اقبال اکادمی، پاکستان، ص ۲۶۔۱۶

۲۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، (لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء)، ص ۳۶۴

۲۳۔ Sir Mohammad Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, Oxford University Press, London, 1934, p.148

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۴۹

۲۵۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۳۳۵

۲۶۔ ایضاً

۲۷۔ ایضاً، ص ۸۴۵

۲۸۔ ایضاً، ص ۹۴۵

۲۹۔ ایضاً، ص ۸۳۵

۳۰۔ ایضاً، ص ۹۳۵

۳۱۔ ایضاً، ص ۵۵۰

مآخذ:

۱۔ اقبال، علامہ، ڈاکٹر، تجدید فکریات اسلام، مترجم، ڈاکٹر وحید عشرت، اقبال اکادمی، پاکستان۔

۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو)، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۰ء۔

۳۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال (فارسی)، لاہور: اقبال اکادمی، ۱۹۹۴ء۔

۴۔ محمد ریاض، اقبال اور سعید حلیم پاشا، اقبالیات (اردو)، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء، اقبال اکادمی، پاکستان۔

☆☆☆